حبیب الرحمٰن بٹالوی

گل چیں نے گلشن بیچ دیا

آؤ گلشن کتھا لکھتے ہیں
جہاں مالی اکثر بکتے ہیں
کچھ پاؤں کے کانٹے چنتے ہیں
دکھ درد کی چادر بُنتے ہیں
جس نے بھی وفا کا عہد کیا
اُس نے ہی جفا کر ڈالی
اسباب لٹا ہے راہوں میں
کانٹوں سے بھری ہے ہر ڈالی
ہے دشت و چمن میں آگ لگی
اور کوچہ کوچہ باڑ لگی
سب باغ با غیچہ بُد بُد بھی
ہر پھول اور پتا بلبل بھی
سب غیرت عزت شوکت بھی
گلچیں نے گلشن بیچ دیا
جب دین کا داعی رندوں کے
ہاتھ میں دے کر ہاتھ چلے
حجروں میں مُجرا ساتھ چلے
جب باطل طاقت ایک ہوئی
اور اہلِ دانش بینش نے

جو قول تھے سچے بیچ دیے
ماؤں نے بچے بیچ دیے
جب ڈاکے، بھتہ خوری سے
اور لاش بھری اِس بوری سے
جب بھوک اور ننگ کی ڈوری سے
ہر ایک کا جینا تنگ ہوا
ہاتھوں میں پھول بھی سنگ ہوا
ہر بندہ تیر تفنگ ہوا
یہ ظلم اور جور کی نگری ہے
یہ ہمدم! میری بستی ہے
روٹی سے گولی سستی ہے
ظلمت کا دور اب آیا ہے
ہر ایک کی منزل مایا ہے
ادبار کا بادل چھایا ہے
بادل سے پتھر برسیں گے
کتر دم نہیں، از در برسیں گے